© rasailojaraid.com

میدانِ کار

اگر فی الواقع ہمارے پیشِ نظر یہی مقصد ہے کہ یہاں ایک اسلامی ریاست قائم ہو، تو اس کے لیے اوّلین ضرورت بہرحال یہ ہوگی کہ ہم یہاں کے زیادہ سے زیادہ باشندوں کو اسلامی ریاست کے نظریے سے واقف اور اس کا قائل، اور اس کا طالب بنانے کی کوشش کریں۔

اس کی ایک شکل تو یہ ہے کہ ہماری اکیڈمی ہو، جو اسلامی ریاست کے موضوع اور اس سے متعلق مسائل پر بہترین علمی کتابیں شائع کرے اور ہم سالہا سال کی کوششوں سے علومِ سیاست و اجتماع میں اپنے نظریے کا سکّہ جما دیں۔

دوسری شکل یہ ہے کہ جس وقت ہمارے ملک میں یہ سوال فیصلہ طلب ہو کہ ریاست کا نیا نظام کن بنیادوں پر تعمیر کیا جائے؟ اس وقت ہم میدان میں آکر عوام اور خواص سب کے سامنے اپنا نظریہ پیش کریں اور ہر ایک کو اس کی استعداد کے مطابق اسلامی ریاست کا محض تصور ہی نہ دیں بلکہ اسے اس کا قائل اور حامی اور طالب بنانے کی بھی کوشش کریں۔

مَیں سمجھتا ہوں کہ ان دونوں صورتوں کے درمیان جو شخص بھی موازنہ کر کے دیکھے گا، اس کے لیے یہ ماننے کے سوا چارہ نہ ہوگا کہ ہمارے مقصد کے لیے دوسرا طریقہ زیادہ کارگر ہے۔ آپ ہزار کتابیں لکھ کر بھی اتنا کام نہیں کر سکتے، جتنا اس صورت میں کر سکتے ہیں کہ جس وقت کوئی اہم مسئلہ لوگوں کے سامنے درپیش ہو، اس وقت میدان میں آکر اس مسئلے میں ان کو صحیح رہنمائی دیں۔ ایسے مواقع پر چند جملے بڑی بڑی کتابوں سے زیادہ کام کرتے ہیں اور ذہنوں میں اچھی طرح جذب ہوجاتے ہیں۔ (’تحریک اسلامی کا آیندہ لائحہ عمل‘، سیّد ابوالاعلیٰ مودودی، ترجمان القرآن، جلد ۴۸، عدد ۲، جون ۱۹۵۷ء)

© rasailojaraid.com